

## حجة اللہ البالغہ

پروفیسر عبدالجبار شاہ

اسلامی لٹریچر کی چوٹی کی کتب کا انگریزی ترجمہ اس دور کا ایک چیلنج ہے۔ حال ہی میں ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد نے ہالینڈ کے علوم اسلامی کے مرکز لائڈن سے ۱۹۹۶ء میں شائع شدہ ماریسہ کے ہرمنسن کا حجة اللہ البالغہ کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس کے تعارف کے موقع پر اصل کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں کچھ گزارشات بے محل نہ ہوں گی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۰۳ء-۱۷۶۲ء) اٹھارہویں صدی میں نہ صرف بر عظیم بلکہ عالم اسلام کے ایک ممتاز عالم دین، محدث، مفکر اور فقیہہ ہیں، جنہیں بعض حضرات نے بجا طور پر مجددین اُمت میں شمار کیا ہے۔ ابن خلدون کے بعد آپ سب سے بڑے عمرانی مفکر (social scientist) ہیں۔ مختلف علوم و فنون پر ان کی ۴۰ کے قریب کتابیں عربی اور فارسی زبان میں مطبوعہ ملتی ہیں۔ سات کتابوں کا ذکر مختلف تذکروں میں ملتا ہے مگر ان کے مسودات ابھی تک معدوم ہیں۔ آپ کی یہ جملہ کتب قرآن، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، عقائد و کلام، تصوف، تاریخ اور سیرت جیسے اہم موضوعات پر لکھی گئی ہیں۔ ہر چند یہ تمام کتب اپنے اپنے دائرہ علمی میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہیں مگر ان سب میں گل سرسبد کی حیثیت ان کی تصنیف حجة اللہ البالغہ کو حاصل ہے۔ بر عظیم میں علم حدیث کے مطالعہ و تحقیق کی سب سے محکم روایت کے بانی خود شاہ ولی اللہ ہیں، جن سے بر عظیم کے تمام مکاتب فکر اور مسالک نے خوشہ چینی کی ہے اور فیض حاصل کیا ہے۔ آپ کے نامور فرزندوں نے اس علمی اور عملی سلسلے کو مزید کمالات عطا کیے ہیں۔ بر عظیم کے اسلامیان بالخصوص اور پوری ملت اسلامیہ کے بالعموم اس خاندان کی خدمات سے کبھی

صرف نظر نہ کر سکیں گے۔

حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ نے حرین سے واپسی (دسمبر ۱۷۳۲ء) کے بعد لکھنا شروع کی اور قیاساً انھوں نے اسے ۱۷۳۲ء تک ختم کر لیا تھا۔ اس کتاب کے مطالعے سے ان کی محدثانہ بصیرت کا احساس ہوتا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اپنے عہد کی سب سے ممتاز تصنیف ہے جس نے بر عظیم کی فرقہ وارانہ فضا میں اسلام کے مسلکِ اعتدال کو پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی بلکہ مابعد کی صدیوں میں سیکڑوں علماے عرب و عجم کو بھی متاثر کیا جن میں علامہ رشید رضا، علامہ محمد اقبال اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نام بطور خاص لیے جاسکتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے بعد مغل خاندان کے تیز رفتار انحطاط کا دور تھا۔ ۶۰ برسوں میں دہلی کے تخت پر ۱۰ حکمران براجمان ہوئے مگر اسحاقی سلطنت نام کی کوئی شے دکھائی نہیں دیتی۔ اس دور میں مسلمان فقہی طبقات میں منقسم اور تقلید جامد کی گرفت میں تھے، تصوف کے مختلف سلاسل میں بٹے ہوئے تھے یا بر عظیم کی مخصوص فضا میں شیعہ سنی تعصبات کے باعث اُمت واحدہ کا تصور معدوم ہوتا جا رہا تھا۔ شاہ صاحب نے اس اختلاف زدہ ماحول میں اور فقہی نزاعات کی دلدل میں اترے ہوئے علما و صوفیا کو ایک مسلکِ اعتدال پر لانے کی کامیاب علمی کوشش کی۔ اس لحاظ سے حرین سے واپسی کے بعد ان کی بیشتر تحریروں بالخصوص حجۃ اللہ البالغہ کا موضوع مختلف فقہی طبقات کے عقائد و افکار میں مطابقت کے پہلو نمایاں کر کے ان میں اعتدال کی روش اور اُمت واحدہ کے احساس کو بیدار اور تازہ کرنا ہے۔ اس علمی منہج اور مقصود کے لیے انھوں نے قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ استفادہ احادیث صحیحہ سے کیا۔ شاہ صاحب کے اس عظیم کام کو اسلوبِ تطبیق کا نام دیا جاسکتا ہے۔ تطبیق کا یہ اسلوب اور فن شاہ صاحب کی تحریروں کا امتیاز اور کمال ہے اور اس کے اثرات نے اُمت کے جمود کو توڑ کر جہادی اور اجتہادی فکر کی لہریں پیدا کیں۔

آج اُمتِ مسلمہ میں اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود جو اتحادِ اُمت کی ایک خواہش اور شریعتِ اسلامی کے احیا کی جو ایک تڑپ پائی جاتی ہے، اس میں شاہ صاحب کی تصنیف حجۃ اللہ البالغہ کا بہت نمایاں کردار ہے۔ شاہ صاحب نے ایک طرف حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی

اور الہدیت کے درمیان مشترکہ فکر کی اساس کو واضح کیا، تو دوسری طرف صوفی اور غیر صوفی علما کے درمیان موافقت تلاش کی۔ تیسری طرف معتزلہ اشاعرہ ماتریدیہ اور اہل حدیث کے درمیان فلسفہ و شریعت کی مغایرت کو دور کر کے قربت کی راہیں کھولیں، اور چوتھی طرف تسنن اور تشیع کے درمیان بڑھتے ہوئے سیاسی اختلافات کو اعتدال اور ادب کی حدود سے شناسا کیا۔ اس تمام تر علمی کاوش اور عملی جدوجہد میں ان کا اصل ہتھیار اصولی مطابقت ہے، جس کا چشمہ صافی کتاب و سنت کے علاوہ کچھ اور نہیں، مگر انھی منابع علم اور مصادر تحقیق سے انھوں نے استخراج نتائج کا ایک ایسا جہان آباد کیا جسے ہم ملت اسلامی کے فکر و عمل میں الہیات کی تشکیل جدید کا نام دے سکتے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر بعد کی صدیوں میں تاریخ دعوت و عزیمت کے قافلے فکروالی اللہی سے استفادہ کرتے رہے اور ہنوز کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اٹھارھویں صدی عیسوی میں فلسفہ اسلام کی تدوین کا یہ عظیم شاہکار یعنی حجۃ اللہ البالغہ جو عربی زبان کی دو جلدوں پر مشتمل ہے، سامنے آیا ہے۔ اس کا آغاز مابعد الطبیعیاتی افکار و مسائل سے ہوتا ہے اور پھر عبادات اور احکام شریعت کے عظیم تر مصالح کی وضاحت پر ختم ہوتا ہے۔ اس کام کے لیے جس نوعیت کی شخصیت کا ہونا ضروری تھا، اس کے متعلق خود شاہ صاحب لکھتے ہیں: ”صرف وہی شخص اس میدان کا شہسوار بن سکتا ہے، جس کو تمام علوم دینیہ پر کامل عبور ہو، نیز اس علم کے متعلق، اسی کو وہی شرح صدر حاصل ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی سے بہرہ وانی عطا کیا ہو اور اس کے سینے کو تعلیمات الہیہ کے اسرار سمجھنے سے بھر دیا ہو۔ یہ بھی شرط ہے کہ اس کا ذہن غیر معمولی طور پر زودرس ہو اور وہ نگاہ ژرف میں رکھتا ہو، ساتھ ہی اس میں یہ قابلیت ہو کہ دقیق سے دقیق مضمون کو وہ عام فہم پیرایے میں بیان کر سکے۔ نئے اصول قائم کر کے ان سے نتائج اخذ کرنے کی وہ کامل استعداد رکھتا ہو اور منقول کو معقول کے ساتھ تطبیق دینے اور قابل قبول صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے میں اس کو پوری دسترس حاصل ہو۔“

زیر تبصرہ کتاب اسی حجۃ اللہ البالغہ کا انگریزی ترجمہ ہے جسے پاکستانی نژاد محقق اور اسکالر ڈاکٹر فضل الرحمن کے ایما پر امریکی خاتون اور الہیات کی محققہ ماریہ کے ہر مینس نے کیا ہے، جسے اس مترجم نے عربی کے دو اور ایک اردو ترجمے کی مدد سے مکمل کیا ہے۔ عربی زبان میں

اس کا ایک محقق نسخہ ایک مصری اسکالر السید سابق نے ۱۹۵۳ء میں مرتب کیا تھا۔ فاضل مترجمہ نے اس اہم کتاب کے کامل ترجمے کی بجائے اس کے سات اہم ابواب میں شامل ۸۵ مباحث کے ترجمے پر اکتفا کیا ہے۔ اصل کتاب کی فہرست اور اس ترجمے کے مندرجات کے تقابل سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کن کن ابواب کے کن کن مباحث کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ کاش! فاضل مترجمہ نظر انداز کردہ حصوں کو شامل نہ کرنے کی وجوہ بھی لکھ دیتیں، تو مناسب ہوتا۔

شاہ ولی اللہ کی اس شاہکار تصنیف پر فاضل مترجمہ نے اپنا دیباچہ تحریر کرتے ہوئے یہ بات واضح کی ہے کہ ان کی اس کتاب کا لوازمہ ان کی بہت سی دیگر کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ ترجمے کے مطالعے سے احساس ہوتا ہے کہ وہ اس کتاب کے مقصدِ تحریر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ مغرب کی علمی تحقیق کے طرز کے مطابق متن کے فٹ نوٹس میں کچھ حوالوں کی تخریج اور چند مقامات پر مختصر حواشی کا التزام بھی کیا گیا ہے۔ انتہاء آخریں کتابیات کے علاوہ قرآنی آیات، احادیث، اسما اور مضامین و اصطلاحات کے اشاریے بھی ترتیب دیے گئے ہیں؛ جس سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ ترجمہ حسنِ طباعت کا ایک عمدہ نمونہ ہے اور ارزاں قیمت پر دستیاب ہے۔ اس انگریزی ترجمے سے مسلم اور غیر مسلم دنیا کے انگریزی خواں حضرات اسلام کے عقائد، عبادات، معاملات، امور مملکت، اخلاق و معاشرت کے علاوہ اس کی عمرانی، تمدنی، ثقافتی اور معاشی تعلیمات کے بارے میں واضح علم حاصل کر سکیں گے۔ موجودہ عہد کے وہ تمام اہل فکر و نظر جو الہیات کی اسلامی تشکیلِ جدید کے موضوع سے دل چسپی رکھتے ہیں، اس ترجمے کے مطالعے سے ایک جدید زبان اور ایک جدید تر اسلوب میں بر عظیم کے سب سے بڑے مفکر، محدث، فقیہ اور مجتہد کے روشن خیالات سے مستفید ہو سکیں گے۔ امید ہے کہ ہماری جامعات کے اساتذہ اور طلبہ اور ہمارے قانونی، عدالتی، معاشی اور معاشرتی اداروں سے متعلق ارباب اختیار اس سے کما حقہ استفادہ کریں گے۔ (The

Conclusive Argument From God [حجۃ اللہ البالغہ] شاہ ولی اللہ دہلوی، مترجم: مارسیہ کے ہرمینسن (Marcia K. Hermansen) ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔